TQ Lesson 246 Surah Zumar 46-63 tafsir

آیت نمبر 46 سے ایک بہت ہی اہم مضمون بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے انہیں دعا سکھائی گئی ہے کہ وہ لوگ جو کہ توحید اور آخرت کا انکار کر رہے ہیں آپ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کر دیجئے اور اپنا معاملہ بھی اللہ کے سپرد کر دیں۔

آیت نمبر 46۔ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

ترجمہ۔ کہو، خدایا! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، حاضر و غائب کے جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اُس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

قُلِ کہہ دیجئے **اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ** خدایا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے حاضر اور غائب کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں اب آپ دیکھیے کہ یہاں پر کیا کہا جا رہا ہے؟ کہ جب لوگ ہٹ دھرمی کریں جب لوگ انکار کریں تو کیا کرنا چاہیے پھر یہ دعا پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ دعا اللہ رب العزت نے پیارے رسول ﷺ کو سکھائی ہے اور ہمیں بھی یہ دعا پڑھنی چاہیے (صحیح مسلم میں) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اللہ کے نبی ﷺ جب قیام اللیل (تہجد) کے لیے اٹھتے تو اپنی نماز کس دعا سے شروع کرتے تھے ؟ تو انہوں نے کہا آپ ﷺ قیام اللیل کرتے تو اپنی نماز اس دعا سے شروع کر تے تھے: **"اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ ، وَمِيكَائِيلَ ، وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اللَّهُمَّ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ"** اے اللہ ! جبریل ومیکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کر نے والے! غیب اور ظاہر کے جا ننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں، ، جن چیزوں میں اختلاف ہے، ان میں آپ اپنی اجازت کے ساتھ جو حق ہے اس میں میری رہنمائی فرما دیں بے شک آپ صراط مستقیم کی طرف جسے چاہے ہدایت دے سکتے ہیں"۔ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ یہ دعا ہمیں بھی اپنا معمول بنانا چاہیے کیونکہ یہ دعا رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز میں پڑھا کرتے تھے اور کیوں آپ یہ پڑھتے تھے؟ کہ آپ لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے تھے آپ لوگوں کو بتاتے تھے کہ میں اللہ کا رسول ہوں آپ لوگوں کو بتاتے تھے کہ قیامت آنے والی ہے۔ جب آپ دعوت دیتے تھے تو لوگ کیا کرتے تھے ؟ اس کا انکار کرتے تھے تو یہاں پر رسول اللہ ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ یہ لوگ کہ توحید کا نام لینے سے ان کے چہرے مرجھا جاتے ہیں **اشْمَأَزَّتْ** ہو جاتے ہیں نفرت ظاہر ہوتی ہے ان کے چہروں کا رنگ بدل جاتا ہے اور اسی طرح قیامت کا یہ انکار کرتے ہیں۔ آپ کی دعوت کے نتیجے میں اس کے مقابلے میں وہ اختلاف کرتے ہیں تو اے محمد ﷺ آپ کے دعویٰ کرنے پر جب بھی یہ کافر تنگ دل ہوں جب ان کے چہروں کا رنگ بدلے تو آپ تیزی کے ساتھ اپنے رب کی طرف رجوع کریں اس کے آگے دامن پھیلائیں خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے اللہ سے کہیں اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے اور غائب و ظاہر کے جاننے والے تو ہی اپنے مومن اور کافر بندوں کے درمیان ان

باتوں کا فیصلہ کرنے والا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں آپ حق کی طرف میری رہنمائی کر دیجیے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کریم کی ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اس کو پڑھ کر آدمی جو دعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے۔ پھر یہی آیت بتلائی **اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔** تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ہمیں بھی اپنے معمولات زندگی میں اس آیت کو شامل کرنا چاہیے آپ نوٹ کر لیجئے یہ آیت نمبر 46 ہے اور جو میں نے آپ کو صحیح مسلم کی حدیث سنائی ہے تو اس میں تھوڑے سے الفاظ کا اور اضافہ ہے اس میں شروع میں اضافہ ہے یعنی یہ آیت نمبر 46 سے پہلے آپ کہیں گی **اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ** اس کے بعد آپ **فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** سے لے کر **فِيهِ يَخْتَلِفُونَ** تک پڑھیں گی اور اس کے بعد پھر آپ اللہ تعالی سے یہ دعا کریں گی کہ **اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ"** تو آپ دیکھیں گی جیسے کہ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جو یہ دعا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسؑ کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے

آیت نمبر47۔ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ

ترجمہ۔اگر اِن ظالموں کے پاس زمین کی ساری دولت بھی ہو، اور اتنی ہی اور بھی، تو یہ روز قیامت کے برے عذاب سے بچنے کے لیے سب کچھ فدیے میں دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے وہاں اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ کچھ آئے گا جس کا انہوں نے کبھی اندازہ ہی نہیں کیا ہے

اب یہاں پر جو شرک کرنے والے ہیں ان کو ایک تنبیہ کی جا رہی ہے انہیں ڈرایا جا رہا ہے کیا تنبیہ ہے؟ **وَلَوْ** اور اگر **أَنَّ** بے شک **لِلَّذِينَ ظَلَمُوا** وہ لوگ جھنوں نے ظلم کیا؟ شرک کیا۔ جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور اگر ہو ان لوگوں کے لیے، **ظَلَمُوا**شرک کرنے والوں کے لیے **مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا** زمین کی ساری دولت بھی ہو یعنی جو کچھ بھی زمین میں ہے وہ سب کا سب ان کے لیے ہو **وَمِثْلَهُ** اور اتنا ہی اور **وَمِثْلَهُ مَعَهُ** اسی قدر اس کے ساتھ اور ہو **لَافْتَدَوْا بِهِ** اور وہ بدلے میں دے دیں اس کو، فدیے میں دے دیں اس کو **مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** قیامت کے دن کے برے عذاب سے بچنے کے لیے اسے فدیے میں دے دیں اور وہ دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ تو اب یہاں پر یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ وہ دن اتنا سخت ہوگا اتنا مشکل ہوگا اتنا ہولناک ہوگا کہ قیامت کے دن کی ہولناکی سے بچنے کے لیے زمین بھر دولت اور اتنی ہی اور یہ دینا چاہیں گے تاکہ قیامت کے بڑے عذاب سے بچ جائیں پھر فرمایا **وَبَدَا لَهُمْ** اور ظاہر ہوگا ان کے لیے **مِنَ اللَّهِ** اللہ کی طرف سے **مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ** جو نہیں تھے وہ خیال کرتے ، یعنی وہاں اللہ کی طرف سے ان کے اعمال کے نتیجے میں وہ سب کچھ آئے گا جس کا انہوں نے کبھی اندازہ بھی نہیں کیا تھا

آیت نمبر 48۔ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

ترجمہ۔ **وہاں اپنی کمائی کے سارے برے نتائج ان پر کھل جائیں گے اور وہی چیز ان پر مسلط ہو جائے گی جس کا یہ مذاق اڑاتے رہے ہیں**

بَدَا اس کا مطلب کیا ہے؟ ظاہر ہونا **وَبَدَا لَهُمْ** اور ظاہر ہو جائے گی ان کے لیے برائیاں ان کی یعنی ان کی جو بری کمائی تھی ان کے جو برے عمل تھے **مَا كَسَبُوا** جو انہوں نے کمائی کی **وَحَاقَ بِهِمْ** اور وہ آ گھیرے گا ان کو، ان کا احاطہ کر لے گا گھیراؤ کر لے گا **مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ** وہ چیز جس کا یہ مذاق

اڑایا کرتے تھے تو یہ لوگ کس چیز کا مذاق اڑایا کرتے تھے جو ہر طرف سے انہیں آ کر گھیر لے گی؟ تو مفسرین کہتے ہیں کہ اس مراد ہے قیامت کے دن کا عذاب ، اہل مکہ اور کافر کیا کرتے تھے؟ یا آج کے لوگ بھی کیا کرتے ہیں؟ کہ وہ قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں اس دن کے عذاب کو جھٹلاتے ہیں تو ان کے برے اعمال کے نتیجے میں قیامت آئے گی حساب کتاب ہوگا اور اس وقت وہ عذاب جس کو یہ جھٹلاتے تھے مذاق اڑاتے تھے وہ ان کو گھیر لے گا تو اس وقت مشرک آدمی سب کچھ چھوڑ دے گا اور اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے وہ چاہے گا کہ اگر دنیا بھر کی دولت اس کو ملتی اور اتنی اور تو فدیے میں دیکھ کر وہ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا لیتا تو یہاں یہ بھی اسی کا ذکر ہو رہا ہے

آیت نمبر 49۔ فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ یہی انسان جب ذرا سی مصیبت اِسے چھو جاتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے، اور جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمت دے کر اُبھار دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے علم کی بنا پر دیا گیا ہے! نہیں، بلکہ یہ آزمائش ہے، مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں

فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا اب یہاں پر اللہ رب العزت بتا رہے ہیں کہ انسان کا حال کیا ہے؟ کہ جب انسان کو کوئی ذرا سی مصیبت چھو جاتی ہے **دَعَانَا** تو ہمیں پکارنے لگتا ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں **ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا** پھر جب ہم عطا کریں اس کو یعنی ہم اپنی طرف سے خادم نوکر چاکر اس کو دیں **خَوَّلْنَاهُ** ہم دیں اس کو **نِعْمَةً مِنَّا** اپنی طرف سے نعمت **قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ** تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے علم کی بنا پر دیا گیا یعنی انسان کونعمتیں جب ملتی ہیں تو وہ کیا کہتا ہے کہ میں اسی کا اہل تھا میں نے محنت کی تھی اس لیے مجھے اول آنا چاہیے تھا میں نے محنت کی تھی مجھے پاس ہونا چاہیے تھا مجھے تو کمپنی نے اب مینجر بنانا ہی تھا میں تو دن رات محنت کرتی تھی دن رات محنت کرتا تھا میں نے road test تو پاس کر ہی لینا تھا میرے بچے کو تو کامیاب ہونا ہی تھا آخر میں نے دن رات ایک کر دیا تھا میں بڑی عقلمند تھی پیچھے بھی آپ پڑھ چکی ہیں کہ قارون کو جب خزانہ ملا تو اس نے کیا کہا تھا؟ اور دنیا والے کیا کہتے تھے؟ تو یہاں یہ جو کفر کرنے والے، شرک کرنے والے ہیں وہ کیا کہتے ہیں ؟ کہ یہ مجھے میری قابلیت کی بنا پر ملا ہے میں اسی کا اہل تھا میں اسی کے اہل تھی **إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ** اب آپ بھی سوچیں کہیں آپ تو ایسا نہیں کہتے کیونکہ قارون اپنے آپ کو تجارت کا بڑا ماہر سمجھتا تھا اور وہ کہتا تھا کہ میری قابلیت کی وجہ سے مجھے یہ دولت ملی ہے تو اللہ نے اس کو سارے خزانے سمیت زمین میں دھنسا دیا اس وقت اس کی کوئی تدبیر اس کے نوکر چا کر اس کی مال و دولت اس کی ذہانت اس کے کچھ بھی کام نہ آئی آپ سورۃ القصص آیت 76 سے 78 تک کو بھی سامنے رکھ سکتے ہیں وہاں یہ بھی اس نے کیا کہا تھا؟ **قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ(78۔ القصص)** اُس نے کہا "یہ سب کچھ تو مجھے اُس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے"۔ **بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** نہیں بلکہ یہ ایک آزمائش ہے مگر اکثر لوگ اس بات کو جانتے نہیں ہیں اب آپ دیکھ لیں کہ اگر اللہ تعالی مال و دولت سے نوازتے ہیں تو اللہ تعالی کیا کہہ رہے ہیں کہ کسی کے پاس مال و دولت کا ہونا یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہے یہ اس کا کوئی کمال نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھے تو آپ دیکھیں کہ یہاں یہ **فِتْنَةٌ** کا لفظ آیا ہے اس کا مادہ **(ف ت ن)** ہے اور امتحان کے لیے قران میں 3 لفظ آئے ہیں ایک **اِمتَحَان** یہ ایسی آزمائش کو کہتے ہیں کہ جس میں سختی کے بجائے نرمی ہوتی ہے اور جو پچھلی تعلیم و تربیت ہوتی ہے اس کو آزمایا جاتا ہے اور دوسرا لفظ ہے **بَلٰی ، يَبْلُوا،**

بَلاءٌ اس میں جو یہ آزمائش ہوتی ہے اس میں سختی اور شدت پائی جاتی ہے اور **اِبْتِلَا** الٹ پلٹ کرنا اور جیسے کپڑا پرانا ہو توظاہر ہے ایک آزمائش ہوتی ہے کہ اس کو دھویا جاتا ہے پہنا جاتا ہے تو پرانا ہوتا ہے تیسرا لفظ ہے **فَتَنَ** کا اس آزمائش میں سختی پائی جاتی ہے جس کے معنی سونے چاندی کو آگ پہ پگھلانا تاکہ کھوٹ معلوم کی جائے اور یہ لفظ آزمائش دکھ رنج عبرت عذاب بیماری اس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اللہ تعالی نے یہاں پر مال و دولت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ آزمائش ہے اور اللہ تعالی نے بتایا ہے کہ یہ جو **فَتَنَ** ہے ایک ایسی آزمائش ہے جس کا تعلق ان چیزوں سے ہوتا ہے جس سے انسان کا ایک دلی لگاؤ ہوتا ہے قلبی تعلق ہوتا ہے اس کو پتہ نہیں چلتا کہ میری آزمائش ہو رہی ہے (استغفر اللہ) اور قران میں اللہ تعالیٰ نے **إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (15۔ التغابن)** مال اور اولاد دونوں کو فتنہ کہا ہے ایسی سخت آزمائش ہے مال اور اولاد پتہ بھی نہیں چلتا کہ میری آزمائش ہو رہی ہے اور بڑا ہی سخت مرحلہ ہے تو یہاں پہ بھی یہی بات کہی جا رہی ہے کہ جب دولت ملتی ہے اور پیسے ملتے ہیں نوکر چاکر جائیداد کاروبار اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ایک بیٹا پھر دوسرا پھر تیسرا اولاد پھلتی پھولتی ہے اور پھر کیا ہوتا ہے کہ مال اور اولاد کی کثرت کی وجہ سے جب دنیا کی نعمتوں میں انسان گرتا ہے پھر وہ اللہ کو بھولنے لگتا ہے پھر وہ دنیا کا ہو جاتا ہے دنیا کا بیٹا بن جاتا ہے پھر وہ فرائض بھولتا ہے پھر اس کو زکوٰۃ بری لگتی ہے پھر اس کو حج مشکل لگتا ہے پھر نمازیں بھاری ہونے لگتی ہیں پھر وہ گھر میں چین کی بانسری بجاتا ہے اور وہ کیا کرتا ہے؟ کہ پھر وہ اللہ اور آخرت کو بھول جاتا ہے **بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** نہیں بلکہ یہ ایک آزمائش ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ اس بات کو جانتے نہیں ہیں تو یہاں پر یہی بات بتائی جا رہی ہے کہ یہ جو غلط فہمی ہے اس سے لوگوں کو نکلنا چاہیے

آیت نمبر 50۔ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

ترجمہ۔ یہی بات ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی کہہ چکے ہیں، مگر جو کچھ وہ کماتے تھے وہ ان کے کسی کام نہ آیا

قَدْ قَالَهَا یہی بات کہی تھی **الَّذِينَ** ان لوگوں نے **مِنْ قَبْلِهِمْ** جو ان سے پہلے تھے **فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ** مگر جو کچھ وہ کماتے تھے پھر وہ ان کے کسی بھی کام نہ آیا یعنی جو قوم عاد ، قوم ثمود تھی فرعون تھا قارون تھا جو پہلے لوگ تھے انہوں نے ایسی ہی باتیں کی تھیں وہ کہتے تھے یہ سب کچھ ہماری قابلیت سے ہمیں ملا ہے اور جب اللہ کے عذاب کا کوڑا برسا تو کیا ہوا ؟ **فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ** وہ جو کچھ کماتے تھے پھر وہ ان کے کسی کام نہ آیا کیونکہ وہ اللہ کے مقبول بندے نہ تھے وہ محسنین اور متقین میں شامل نہ تھے پھر ان کی کمائی، ان کی مقبولیت، ان کی کرسی، ان کا اقتدار ان کی دولت، ان کے بچے ،ان کی صلاحیت کسی کام نہ آئی

آیت نمبر 51۔ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ

ترجمہ۔ پھر اپنی کمائی کے برے نتائج انہوں نے بھگتے، اور اِن لوگوں میں سے بھی جو ظالم ہیں وہ عنقریب اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتیں گے، یہ ہمیں عاجز کر دینے والے نہیں ہیں۔

فَأَصَابَهُمْ پھر آ پہنچی ان پر، پڑ گئی ان کو **سَيِّئَاتُ** برائیاں **مَا كَسَبُوا** جو انہوں نے کمائی تھی یعنی پھر اپنی کمائی کے نتیجے میں انہوں نے برے نتائج کو بھگتا **وَالَّذِينَ ظَلَمُوا** اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے **مِنْ هَٰؤُلَاءِ** ان لوگوں میں سے یعنی وہ لوگ جو شرک کرنے والے ہیں اور 24 جز کا آغاز بھی کس بات سے ہوا تھا آپ نے بالکل اس کے آغاز میں یہی بات تو پڑھی تھی **فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ (32-الزمر)** پھر اُس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھااللہ تعالی نے سوالیہ انداز میں اس بات کو رکھا تھا اب یہاں یہ بھی ہے کہ **وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ**اور ان لوگوں میں سے جو بھی ظالم ہیں **سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا**وہ عنقریب اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتیں گے **وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ** اور یہ ہمیں عاجز کر دینے والے نہیں ہیں یعنی کفر اور شرک کرنے والے اپنے جو عمل ہیں اس کا نتیجہ دیکھ کر رہیں گے اور اللہ تعالی کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے ان کی دیویاں اور دیوتا ان کے کسی کام آنے والے نہیں ہیں کہ ان کی کچھ مدد کر دیں

آیت نمبر 52- أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ
ترجمہ۔ اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے؟ اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

یہاں یہ اللہ رب العزت نے بتایا ہے کہ رزق کی وسعت اور تنگی کا معیار یعنی اللہ کسی کو رزق زیادہ دیتا ہے کسی کو کم دیتا ہے تو یہ جو تقسیمِ رزق ہے یہ اللہ کی حکمت اور مصلحت کے تابع ہیں کسی کو رزق زیادہ دینا یا کم دینے کا مطلب یہ نہیں کہ جس کو کم دیتا ہے تو اللہ اس سے ناراض ہے جس کو زیادہ دیتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہے کہا کہ رزق کی تنگی اور وسعت مقبولیت یا اللہ کی ناراضگی کا معیار نہیں ہے بلکہ اللہ کی حکمت اور مصلحت کے تابع ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہے **أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ** اور کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کا چاہتا ہے رزق کھلا دیتا ہے اور **وَيَقْدِرُ** یا تنگ دیتا ہے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ** اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو کہ ایمان لاتے ہیں۔ آپ نے تلاوت سنی سورۃ الزمر کی آیت نمبر 53 سے لے کر اور آیت نمبر 63 تک اور یہ تلاوت کی قاری سدیس صاحب کی آواز میں ہے اور آپ مختلف قاریوں کی آواز میں تلاوت سنتی ہیں اور آپ دیکھیں کہ ہر ایک کی تلاوت کا اپنا ایک انداز ہے اور ہمارے دل پر وہ اثرات لاتا ہے اللہ کی ہیبت طاری ہوتی ہے اور انسان تلاوت کے سرور میں کھو جاتا ہے حقیقت یہی ہے اور یہ آیات بہت ہی ڈرانے والی اور ہم سب کو رلانے والی ہیں جس میں اللہ تعالی نے آیت نمبر 53 میں کیا کہا ایک دفعہ آیات سننے کے بعد پھر اس کا جائزہ لیتے ہیں

آیت نمبر 53- قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
ترجمہ۔ (اے نبی ﷺ) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور و رحیم ہے

قُلْ يَا عِبَادِيَ محمد ﷺ**کو** مخاطب کیا اور پھر فرمایا کہ اے محمد ﷺ**آپ** کہہ دیجئے اے میرے بندوں تو میرے بندوں میں تمام کی تمام انسانیت آگئی کہ اے میرے سارے بندوں **الَّذِينَ** وہ لوگ جنہوں نے **أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ** اسراف کیا ہے اپنی جانوں پر اور آپ دیکھئے کہ یہاں خاص طور پر ان لوگوں

کا ذکر آیا کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر اسراف کیا ہے تو أَسْرَاف سے مراد گناہوں کی کثرت، گناہوں میں افراط و زیادتی ہے ویسے آپ دیکھیں اگر پیسے کا آپ زیادہ استعمال کریں گے یا ان جگہوں پر پیسے کا استعمال کریں جہاں ضرورت نہیں ہے تو اسراف ہے آپ برش کر رہے ہیں اور پانی بہتا جا رہا ہے آپ نے نل کھول دیا یہ بھی ایک اسراف ہے آپ کو ضرورت نہیں ہے اور پانی ضائع ہو رہا ہے آپ کمروں میں موجود نہیں ہے آپ بیٹھک میں بیٹھیں ہیں گھر میں اور کوئی نہیں ہے اور سارے کمروں کی بتیاں جل رہی ہیں یہ بھی اسراف ہے اور اسی طرح پنکھے چل رہے ہیں اور ہم وہاں بیٹھے ہوئے نہیں ہیں تو یہ بھی ایک اسراف ہے لیکن عام زندگی میں اسراف مراد ہے۔ لیکن یہاں پہ اسراف سے مراد کیا ہے کہ بہت زیادہ گناہ کرنا اور کہا **عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ** اپنی ذات پر نفس کی جمع **أَنْفُس** ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کافر اور مشرک لوگ آئے تھے اور انہوں نے زمانہ جاہلیت میں کثرت سے زنا کیا تھا اور بھی بڑے بڑے گناہ وہ کر چکے تھے تو جب اسلام آیا اور لوگ دین کو قبول کرنے لگے تو اب ان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا ہماری بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے کیونکہ جب انسان اپنا محاسبہ کرتا ہے اپنا جائزہ لیتا ہے اور اپنے گناہوں کا احساس شدت سے جب اس کے دل پر گھیراؤ کرتا ہے تو انسان سوچتا ہے کہ کیا اللہ میری توبہ قبول کرسکتا ہے تو یہ لوگوں کا سوال تھا اور اس سلسلے میں جو بات ہمارے سامنے آرہی ہے کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہو گئی جس میں اللہ تعالی نے کہا کہ اے میرے بندوں! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے **لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ** کہ آپ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جنہوں نے گناہ کیے ہیں کہ جو ہو چکا سو ہو چکا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی رحمت اور مغفرت کی امید پر خوب گناہ کیے چلے جاؤ کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے اللہ کے احکام کی، اللہ کے فرائض کی، واجبات کی انسان پرواہ ہی نہ کرے اگر کوئی ایسے کرے گا تو دراصل وہ اللہ کے غضب کو دعوت دے گا اللہ کے انتقام کو دعوت دے گا تو یہاں پر جو بات بتائی جارہی ہے وہ یہ ہے **لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ** کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت محبت کرنے والا ہے ایک ہوتا ہے **يَأَسَ** یہ بھی ناامیدی ہے اور ایک ہے **قَنَطَ** یہ بھی ناامیدی ہے **(ق ن ط)**۔ یہ **يَأَسَ** سے اگلا درجہ ہے تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہو کیوں **إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ** بےشک اللہ معاف کر دیتا ہے بخش دیتا ہے سب گناہوں کو اب **الذُّنُوبَ** ذنب کی جمع ہے تو جمع کیوں آیا یہاں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کو بتانا مطلوب ہے کہ اللہ بڑا غفور الرحیم ہے گو کہ وہ اپنے نافرمانوں کے لئے **عَزِيز** بھی ہے **ذِي انْتِقَام** بھی ہے **جَبَّار** بھی ہے **قَهَّار** بھی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کیسے ہیں اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں سارے کے سارے گناہوں کو اور اس سلسلے میں ایک بڑی خوبصورت **حدیث** ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندوں تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں تم مجھ ہی سے معافی مانگو میں معاف کر دوں گا۔ تو اس کا کیا مطلب ہے کہ انسان غلطیاں ہی کرتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ معافی کی امید پر یا مایوس ہونے کی وجہ سے ڈپریشن کی وجہ سے غلطیاں کرتا چلا جائے کہ اب تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا اتنی میں نے غلطیاں کر لی ہیں اب میری توبہ ہو ہی نہیں سکتی تو انسان اور گناہ کرتا چلا جائے اور اس سلسلے میں آپ وہ حدیث ضرور یاد رکھیے گا (بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے) ایک آدمی جس نے 99 قتل کئے تھے اور اب اس کے دل میں ندامت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا اور وہ پوچھتا ہے کیا میری بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ ایک کے پاس گیا دوسرے کے پاس گیا جب پتہ چلتا ہے کہ میری توبہ قبول نہیں ہو سکتی تو پھر ایک عابد کو قتل کر کے سو پورے کئے پھر ایک عالم سے پوچھا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا تیری توبہ کے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تو اپنی بستی سے ہجرت کر کے فلاں شہر چلا جا جہاں اللہ کے عابد بندے رہتے ہیں۔

چنانچہ یہ ہجرت کر کے اس طرف چلا راستہ میں ہی تھا جو موت آ گئی۔ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ شخص توبہ کرتا ہوا اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر کے آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کبھی نیکی کا کوئی کام نہیں کیا۔ تو ایک فرشتہ آدمی کے روپ میں ان کے پاس آیا، انہوں نے اسے اپنے درمیان (ثالث) مقرر کر لیا۔ اس نے کہا: دونوں زمینوں کے درمیان فاصلہ ماپ لو، وہ دونوں میں سے جس زمین کے زیادہ قریب ہو تو وہ اسی (زمین کے لوگوں) میں سے ہو گا۔ پھر زمین کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بری بستی کی جانب سے دور ہو جا اور نیک بستی والوں کی طرف قریب ہو جا، جب زمین ناپی گئی تو توحید والوں کی بستی سے ایک بالشت برابر قریب نکلی اور اسے رحمت کے فرشتے لے گئے۔ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے۔ آپ سوچیں تو تصور تو کریں یہ حدیث کیا بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کتنا رحیم ہے کتنا شفیق ہے لیکن پہلا قدم تو اس نے اٹھایا توبہ کا اور استغفار کا اور مجھے اور آپ کو اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے گویا وہ کسی پہاڑ کے نیچے ہے اور ڈرتا ہے کہ یہ پہاڑ اس پر آ گرے گا اور بدکار اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے گویا اس کی ناک پر مکھی بیٹھی ہو کہ یوں اشارہ کیا اور وہ اڑ گئی (یہ ترمذی کی روایت ہے) تو اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے اس حدیث سے ایک صحیح مومنانہ دل کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے کہ مومن سے انسان ہونے کے ناطے گناہ ہو جاتا ہے ہم سب انسان ہیں غلطیاں ہو جاتی ہیں کی نہیں جاتیں گناہ ہو جاتے ہیں نہیں کیے جاتے اور اگر گناہ ہو جائے انسان ہونے کے ناطے تو وہ گناہ سے انسان ایسے ڈرتا ہے اس کو گناہ اپنا اتنا بڑا لگتا ہے جیسے کہ پہاڑ ہو اور وہ انسان لرزتا ہے کہ اللہ کا عذاب اتنا شدید ہے گناہ کی وجہ سے اور اگر میرا گناہ جو پہاڑ جتنا ہے اگر وہ مجھ پر آ کر گر پڑے تو وہ مجھے کچل کر رکھ دے گا تو یہ کیفیت انسان کے دل میں ندامت کا طوفان کھڑا کر دیتی ہے اور وہ غم سے چور چور ہو جاتا ہے کبھی زبان کو کھینچتا ہے کبھی اپنے اوپر ملامت کرتا ہے کبھی وہ روتا ہے کبھی وہ رات کی گھڑیوں میں اٹھ اٹھ کر استغفار کرتا ہے کبھی وہ سجدے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میری بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے یہ میں نے غلطی کیوں کر لی یہ میں نے جملہ کیوں بول دیا تو یہ غم سے چور چور ہونا کیوں ہے کہ اتنے گناہ سمیٹ لئے میں نے میرا کیا بنے گا۔ تو دوسرا شخص کون ہے؟ کہ نہ تو ندامت ہے نہ کوئی افسوس ہے اور گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور پھر وہ یہ سوچتا ہے کہ کوئی بات نہیں جیسے کہ ناک پر مکھی بیٹھی ہوئی ہے ادھر سے ہاتھ ہلایا انگلی ہلائی اور مکھی اڑ کر چلی گئی تو اصل بات کیا ہے کہ اب وہ جو کافر اور مشرک آئے تھے وہ کیوں آئے تھے؟ ان کے دلوں کے اندر ندامت کا طوفان تھا کہ کیا ہماری بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ تو ہمیں پھر پہلی بات کیا پتہ چلتی ہےاسلام لانے سے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسے کہ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور کوئی اس کا گناہ نہیں ہوتا ۔ اور گناہ کیسے معاف ہوتے ہیں؟ نیکیاں کرنے سے، نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (114- هود)** اور کیسے گناہ معاف ہوتے ہیں؟ حج اور عمرہ کفارہ بن جاتا ہے انسان کے پچھلے گناہوں کا اور کیسے گناہ معاف ہوتے ہیں؟ **توبوا إلى اللهِ ، واستغفروهُ** توبہ کرو استغفار کرو گناہوں کا احساس کر کے اللہ کی طرف رجوع کرو تو سب سے پہلی اور اہم بات کیا ہے یہاں بھی یہی بات کی جارہی ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ کی طرف متوجہ ہونا مثلاً آپ دیکھئے اللہ تعالی سورۃ تحریم آیت 8 میں کہتے ہیں **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا (8- التحريم)** اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، اللہ سے توبہ کرو، خالص توبہ سورۃ البقرہ **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ(222- البقره)** اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے، جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔ رسول

اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور ایک دن میں اللہ کے حضور میں 100,100 مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ ایک حدیث میں ہمیں 70 کے بھی الفاظ ملتے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ توبہ جب کی جائے تو اللہ تعالی بہت خوش ہوتے ہیں اگر دنیا میں گناہ یا کسی کے حقوق میں کمی ہو جائے اور آپ اس سے معافی مانگیں تو بعض وقت لوگ معافی نہیں دیتے بات نہیں کرتے کہتے کہ فلاں تو اتنا برا ہے اتنے اس نے گناہ کیے ہیں اور کبھی ماں باپ بھی ناراض ہو جاتے ہیں کہ میری اولاد اتنی نافرمان اور اتنی گناہ گار ہے ہم تو اس سے بولتے بھی نہیں لیکن مجھے اللہ تعالی کی یہ صفات اتنی اچھی لگتی ہیں اور یہ حدیث لگتا ہے کہ میری زندگی کا سرمایہ ہے یہ صحیحین کی **حدیث** ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک بہت بڑے جنگل میں تھا اس کے پاس اس کی سواری تھی جس پر اس کا کھانا اور پانی تھا وہ آدمی سو گیا اور پھر جاگا تو اس کی اونٹنی جا چکی تھی وہ اسے تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ اس پر پیاس نے غلبہ کیا پھر اس نے کہا میں اسی جگہ چلا جاتا ہوں جہاں پر تھا اور وہاں سو جاؤں گا یہاں تک کہ مر جاؤں تو اس نے مرنے کی نیت سے اپنا سر اپنے بازو پر رکھا اور لیٹ گیا پھر وہ جاگا تو اس کی سواری اس کے پاس کھڑی تھی اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی موجود تھا تو اللہ مومن بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کہ وہ بندہ اپنی سواری کو دیکھ کر خوش ہوا وہ کیوں خوش ہوا اصل میں جنگل میں وہ سواری ہی اس کا کل سامان تھی اس کی زندگی کی ایک ضمانت تھی اسی میں کھانا پینا بھی تھا اور اس سواری کے ذریعے سے وہ صحرا سے نکل سکتا تھا آبادی میں جا سکتا تھا اب سواری گم ہو گئی تو موت سامنے نظر آ رہی ہے اور ایسا شخص جس کو موت نظر آ رہی ہو اور اس کو پتہ چلے کہ نہیں اب دوبارہ زندگی کے آثار نمایاں ہو گئے کیونکہ سواری واپس آ گئی اب سوچیں کہ ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ وہ بندہ اتنا خوش ہوتا ہے اتنا خوش ہوتا ہے کہ اسکے منہ سے اُلٹے لفظ نکلنے شروع جاتے ہیں کہ تُو میرا بندہ اور میں تیرا اللہ یا آقا مالک تو ایسے الفاظ جیسے خوشی میں زبان پھسلنے لگتی انسان کی تو وہ شخص ایسے کرنے لگتا ہے اتنا وہ خوش ہوتا ہے۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ ہیں آپ کے پاس آتے ہیں اور ان کی زبان بھی نہیں کھلتی کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا اور ضروری نہیں ہوتا کہ ہم ان کی کہانیاں سنیں کہ ان سے کیا کیا گناہ ہوئے بلکہ کیا ہے کہ ان کو تسلی دیں ان کو یہ آیتیں سنائیں ان کو یہ حدیث سنائیں ان کو صحابہ کے زندگی کے واقعات سنائیں کہ صحابہ اسلام قبول کرنے سے پہلے کیسے تھے وہ کیا کرتے تھے پھر اسلام قبول کیا اور دنیا میں ان کو جنت کی بشارت ملی پھر انہوں نے نیکیاں کیں۔ پھر جیسے زرد پتے درختوں پر لگ جاتے ہیں تو ہوا کا ایک جھونکا ان کو گرا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے ان کی زندگی میں جتنے گناہ تھے وہ سارے جھڑ گئے ایمان لا کر ، استغفار کے ذریعے، نیکیاں کر کے، حج اور عمرہ کر کے اور صدقہ اور خیرات کر کے نماز پڑھ کے تو یہ ہے اصل بات کہ میرے بندوں جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں اور زیادتی ہم اپنی جانوں پر کیسے کرتے ہیں؟ اللہ کے حق میں کمی کر کے اللہ کے حقوق ادا نہ کرنا اور زیادتی کیسے کرتے ہیں؟ انسانوں کے حقوق ادا نہ کرنا۔ کیونکہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک آدمیوں کے حقوق سے متعلق ہیں اور دوسرے اللہ کے حقوق سے متعلق ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تین دفتر ہیں ایک دفتر کے گناہ وہ ہیں جن کی اللہ پرواہ نہیں کرتا اور ایک دفتر کے گناہ وہ ہیں جن کو اللہ نہیں چھوڑے گا اور ایک دفتر وہ ہے جو اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا وہ دفتر جسے اللہ کبھی نہیں چھوڑے گا وہ شرک ہے کیونکہ اللہ کہتے ہیں **إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ (72۔ المائدہ)** " جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اللہ نے اس

پر جنت حرام کر دی" اور وہ دفتر جس کی اللہ پرواہ نہیں کرتا وہ ہے بندے کا اپنی جان پر ظلم کرنا وہ گناہ جن میں بندے اور اللہ کا تعلق ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو معاف کر دے (جیسے آپ نے پڑھا کہ 9 ذو الحج کا روزہ رکھا جائے،یوم عرفہ کے دن کے روزے کا بڑا ثواب ہے اسی طرح 9,10 محرم کے روزے کا بڑا ثواب ہے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں ایک سال کے دو سال کے۔) لیکن وہ دفتر جسے اللہ کبھی نہیں چھوڑے گا یہ روزے رکھ کر بھی یہ گناہ معاف نہیں ہوتے وہ ہے ظلم کرنا ان میں قصاص لازم ہے بندہ چاہے تو معاف کرے تو اب کیا کریں اب مجھے اور آپ کو اپنا محاسبہ کرنا ہے اور اپنا حال کیسا ہے

؎ نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

؎ تو بچابچا کے نہ رکھ اسے، تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شِکَسْتَہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

؎ جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

تو اپنا حال کیا ہے؟ کیسی زندگی گزاری کس کس کے حقوق میں کمی کی؟ بندوں کے ہیں اللہ کے ہیں اور گناہ صغیرہ ہیں کبیرہ ہیں اور جو بھی ہم گناہ کرتے ہیں اس کی چار صفات ہیں 1- ربوبیہ کا عکس -2- ِشیطانیہ-3- بہیمیہ -4- ِسبعیہ۔ نمبر 1- صفاتِ ربوبیہ کا انجام دینا مثلاً تکبر فخر و غرور، حبّ، مدع اور ثنا اور عزت اور رتبے کی بلندی یہ سب گناہ ہلاک کرنے والے ہیں لیکن لوگ ان کو گناہ سمجھتے ہی نہیں ہیں نمبر 2. ِشیطانیہ ہیں حسد ،سرکشی ،حیلہ، مکر فریب ،کھوٹ، نفاق، فساد وغیرہ نمبر 3. بہیمیہ ہیں یہ کیا ہوتی ہیں؟ مبہم اور یہ جیسے جانور مبہم باتیں کرتے ہیں جیسے پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت پوری کرنا کیونکہ جانور کے یہ دو کام ہیں ایک پیٹ کو بھرتا ہے اور دوسرا اپنی خواہش کو پورا کرتا ہے اس کی وجہ سے انسان کیا کرتا ہے؟ زنا کرتا ہے ہم جنسی کرتا ہے چوری اور اس طرح کئی اور برائیوں کی طرف راغب ہو جاتا ہے چوری ڈاکہ اس طرح کی کام کیوں کرتا ہے اس لئے کہ اس کو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے نمبر 4۔ ِسبعیہ۔ ان صفات سے غضب ناک ہونا، لوگوں کو قتل کرنا مار پیٹ کرنا اور ان سے مال چھیننا وغیرہ مراد ہے۔ لیکن ان چار صفات میں سب سے پہلے انسان پر غالب کون سی آتی ہے؟ بہیمیہ پھر اس کے بعد ِسبعیہ یہ جمع ہو جاتی ہے پھر عقل پر ِشیطانیہ صفات حملہ کرتی ہیں اور غالب آتی ہیں یہاں تک کہ پھر انسان کے اندر صفات ربوبیت غالب آجاتی ہے اب دیکھیں یہ اللہ کی صفت ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے تکبر میری شان ہے کیونکہ بڑائی تو اللہ کی شان ہے انسان تکبر کرنے لگتا ہے تعریف اللہ کی ہونی چاہئے انسان تعریف مانگنے لگتا ہے اور عزت اللہ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ (10۔ فاطر)** ساری عزت اللہ کے لئے ہے لیکن انسان کیا کرتا ہے عزت مانگتا ہے۔ تکبر جب ہم کرتے ہیں تو اس کی کیا وجہ ہوتی ہے یا تو عزت چاہئے، یا ہمیں تعریف چاہئے، یا ہمیں جگہ چاہئے اور یہ اللہ کی شان ہے تو بہرحال یہ بات رکھنے کا مقصد کیا ہے کہ یہ گناہوں کی چار بنیادیں ہیں اور یہ گناہوں کے سر چشمے ہیں انہی سے گناہ پھوٹ کر ہمارے جسم پر حملہ کرتے ہیں مثلاً بعض گناہ دل پر حملہ کرتے ہیں وہ کیا ہے کفر ہے، نفاق ہے اسی طرح بعض ہیں کہ آنکھ پر حملہ کرتے ہیں بعض کان پر کرتے ہیں، بعض شرمگاہ پر حملہ کرتے ہیں اور اس طرح پورے جسم کے اعضاء ان کی آماجگاہ بن جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہئے ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے توبہ استغفار کرنی چاہئے اور اس کے بعد ایک نئی زندگی کی ابتداء کرنی چاہئے اور کیسے ابتداء کریں گے؟

؎ یہ کہہ کے کاسہ ساز نے پیالہ پٹک دیا،

اب اور کچھ بنائیں گے اس کو بگاڑ کے

تو آئیے اس دل کو توڑ کر ایک نیا دل بنائیں اور وہ دل ایمان سے لبریز ہو ایمان سے بھرا ہوا ہو اس میں اللہ کی محبت ہو رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیا شیطان سے نفرت کرتی ہیں؟ " انہوں نے کہا کہ میرا دل اللہ کی محبت سے لبریز ہے اس میں کسی کے لئے نفرت کی جگہ ہی نہیں" اور میں تو ان کے اس جواب کی لذت کئی دن سے محسوس کر رہی ہوں کہ واقعی اگر دل اللہ کی محبت سے اور آخرت کی فکر سے بھرا ہوا ہوگا تو جگہ ہی نہیں کہ جس میں دوسروں سے نفرت کی جائے لڑائی کی جائے کینہ کدورت اور جھگڑے اس کے اندر بھرے ہوں یا دنیا کی محبت کی اس میں جگہ رہ جائے یہ کتنی خوبصورت بات انہوں نے کہی کہ میرے دل میں کسی کی نفرت کی جگہ ہی نہیں کیونکہ اللہ کی محبت سے میرا دل مالا مال ہے لبریز ہوا ہے بڑی خوبصورت باتیں انہوں نے کہی ہیں تو بہرحال اب اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ** واقعی وہ بڑی بخشش والا بڑی رحمت والا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ یہ آیت گناہگاروں کے لئے قرآن کی سب آیتوں سے زیادہ امید افزاء ہے اور یہ آیت میرے اور آپ کے لئے بھی روشنی کی کرن ہے یہ سورج ہے یہ میرا اور آپ کا سرمایہ ہے اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں میرے بندوں میری طرف لوٹو میری طرف آؤ تم میرے بندے ہو اور میں ہوں تمہارا اللہ، میں ہوں تمہارا آقا میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا میں تمہیں بخش دوں گا تم میری طرف رجوع تو کرو آج انسانیت سسک رہی ہے ڈپریشن کا شکار ہے مایوسی کی دلدل میں ہے آئیے میں اور آپ ان کو مایوسی سے نکالیں آئیے ان کو ڈپریشن کا علاج بتائیں کہ آپ بہت اچھے ہیں آپ ٹھیک ہو سکتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے ان کو امید دلائیں قرآن کی، ایمان کی اسلام کی اور اللہ کی بخشش اور رحمانیت کی امید تو اس سے کیا ہوگا کہ وہ شخص نیکیوں کی طرف بڑھتا چلا جائے گا پھر فرمایا

آیت نمبر 54۔ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ
ترجمہ۔ پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اُس کے قبل اِس کے کہ تم پر عذاب آ جائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے

بڑی خوبصورت بات ہے **وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ** تم سب اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ جھک جاؤ **انابت (ن و ب)** میں **نَاب** پر اور ریسرچ کر رہی تھی تو مجھے یہ بات جان کر بڑا ہی لطف آیا کہ شہد کی جو مکھی ہے اس کو **نَحْل** تو کہتے ہیں **نَوْبٌ** بھی کہتے ہیں کیوں اس لئے کہ میلوں دور جاتی ہے میلوں کا سفر کرتی ہے اور اس کے بعد لوٹ کر اپنے چھتے کی طرف آتی ہے لوٹتی ہے بھولتی نہیں ہے بھٹکتی نہیں ہے میلوں کا سفر کرتی ہے تو رحمان نے میرے اور آپ کے لئے کائنات سجائی یہ آبشاریں، یہ جگمگ جگمگ کرتے ستارے، یہ خراماں خراماں چلتی ہوئی ہوائیں، یہ کائنات، یہ پھول، یہ نظارے، یہ خوشبویں یہ بارش کی رم جھم، یہ اولاد، یہ گھر ، یہ زیور ، یہ سونا، یہ چاندی اللہ تعالی نے میرے اور آپ کے لئے بنایا پھر میں اور آپ انہیں میں کیوں الجھ کے رہ گئے پھر میں اور آپ انہیں کے کیوں ہو گئے پھر ہم اللہ کی طرف کیوں نہیں لوٹتے ہم اللہ کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے **وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ** اور تم لَوٹو اور تم رجوع کروں اپنے رب کی طرف کسی اور کے رب کی طرف نہیں اپنے رب کی طرف دوسرے خداؤں کی طرف نہیں **وَأَسْلِمُوا لَهُ** اور اسی کےلئے مطیع ہو جاؤ یہ دو باتیں ہیں ایک **انابت** ہے اور دوسرا ہے **اَسْلَمْ** اس کے بڑے خوبصورت معنی ہیں **أَنِيبُوا** کا تعلق دل کےساتھ ہے اخلاص کیونکہ جب دل رجوع کرتا ہے تو جسم اس کی اطاعت کرنے لگتا ہے کسی بھی کام سے پہلے دلِ ناداں کو منانا

اور سمجھانا مشکل ہوتا ہے کہ ٹیسٹ دیں کہ نہ دیں، آج کلاس میں جائیں کہ نہ جائیں، آج مہمان آ رہے ہیں اور مہمانوں کا آنا بھی بہت ضروری ہےاب میں کھانا پکاؤں کہ نہ پکاؤں یا کس طرح سے میں اس سے بچ سکتی ہوں، حقوق العباد ادا کرنا ضروری ہیں اس سے جنت مل سکتی ہے اور دوسروں کو معاف کرنا ضروری ہے لیکن یہ دلِ ناداں مانتا ہی نہیں یہ ناراض ہی رہتا ہے ہر وقت اور میں اور آپ اسی کے آگے جھک جاتے ہیں کہا کہ نہیں اے دل اے انسان **أَنِيبُوا** رجوع کرو ، لوٹو شہد کی مکھی بن جاؤ شہد کی مکھی میلوں سفر کر کے کبھی راستے سے بھٹکتی نہیں ہے کبھی بھولتی نہیں ہے اپنی منزل کی طرف لوٹ کر آتی ہے تو اس کا مطلب کیا ہے

ے ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شُعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا!
ایسے نادان مسافر کہیں دیکھے نہ سنے
اپنی سمجھی ہوئی منزل کا پتہ بھول گئے

اب انسان کیا کر رہا ہے فلاح کا متلاشی ہے روح کا سکون چاہتا ہے اور بھٹک رہا ہے تو آئیے ہم سب اللہ کی طرف رجوع کریں آئیے ہم سب اللہ کی طرف لوٹیں دل کی پوری رانائیوں کے ساتھ گہرائیوں کے ساتھ اخلاص کے ساتھ پیار کے ساتھ ایمان کے ساتھ محبت کے ساتھ اس دل کی پوری گہرائیوں کے ساتھ آئیے اللہ سے ٹوٹ کر محبت کر کے تو دیکھیں اور **وَأَسْلِمُوا لَهُ** اور مطیع ہو جاؤ ،حکم برداری کیے چلے جاؤ **وَأَسْلِمُوا** کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں کہ بس اطاعت کرو یہ چار حرفی ہے **أَسْلِم** ہے تو کیا مطلب ہے اس کا؟ اللہ ہی کی اطاعت کرنی ہے اللہ ہی کی خوشی کا خیال کرنا ہے اسی کو راضی کرنا ہے اللہ ہی کی ناراضگی سے ڈرنا ہے ہر وقت ہر جگہ ہماری ہر سوچ اللہ کی اطاعت کے اندر ہونی چاہئے

ے نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

وَأَسْلِمُوا لَهُ اور اللہ ہی کے اطاعت گزار بن جاؤ **مِنْ قَبْلِ** اس سے پہلے **أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ** کہ تم پر عذاب آ جائے۔ کس چیز کا عذاب؟ گناہوں کا عذاب۔ اس عذاب کا تعلق پیچھے سے ہے **الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ** تو یہ نفس پر جو اسراف کر لیا ہے، یہ جو گناہوں کی زیادتیاں ہیں یہ جو گناہوں کی گٹھریاں ہیں۔ اگر ہر گناہ پر ہم ایک پتھر اپنے صحن میں رکھنا شروع کریں تو پہاڑ بن جائے اتنے گناہ ہیں ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ تم پر گناہوں کا عذاب آ جائے اور جب اللہ کا عذاب آئے گا تو پھر ہو گا کیا؟ **ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ** پھر کوئی تمہاری مدد نہیں کرے گا کوئی تمہارے کام نہیں آئے گا **لَا تُنْصَرُونَ** مضارع مجہول ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کہیں اِدھر سے اُدھر سے مدد مل جائے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے آیت 54 مجھے اور آپ کو توبہ استغفار کا طریقہ بتاتی ہے اللہ کو دل کے اندر اخلاص بھی چاہئے اور ایمان اور نیت اور دوسری بات ہمیں کیا بتاتی ہے پورے جسم کے اعضاء کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرنی ہے آنکھ سے بھی، دل سے بھی، کانوں سے بھی، زبان سے بھی، ہاتھوں سے بھی، پاؤں سے بھی ، پیٹ کے اندر بھی حلال جانا چاہئے دماغ کو بھی اچھی باتیں سوچنی چاہئے اور آپ دیکھ لیجیے کہ ہمارے جو پیغمبر ہیں ان سے بھی غلطیاں ہوئی حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی ہے پھر انہوں نے کیا کیا؟ اللہ کی طرف رجوع کیا پھر وہ اللہ کے مطیع اور اطاعت گزار بن گئے انہوں نے اللہ سے دعا مانگی کونسی دعا مانگی؟ **رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ**

مِنَ الْخَاسِرِينَ (23- الاعراف) دونوں بول اٹھے، "اے رب، ہم نے اپنے اوپر ستم کیا، اب اگر تو نے ہم سے در گزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے" پھر آپ دیکھئے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کیا دعا مانگتے ہیں؟ جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ **وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ(83الانبیاء)** یاد کرو، جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ "مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے" پھر آپ حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ لیں **لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (87- الانبیاء)** نہیں ہے کوئی خدا مگر تُو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا". اب آپ دیکھیں کتنی بڑی غلطی ہوئی ہے کہ غلطی کی وجہ سے سمندر میں ڈالے گئے ہیں مچھلی نے نگل لیا ہے لیکن انہوں نے استغفار کیا ہے اور پھر ان پیغمبروں کے بارے میں آپ نے پیچھے ہی پڑھا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **نِعْمَ الْعَبْدُ** حضرت داؤد علیہ السلام سے غلطی ہوئی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کوئی غلطی ہوئی ہے اللہ ہی جانتا ہے لیکن سارے پیغمبر ہیں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ (30- ص)**میرے اچھے بندے تھے **وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ (40- ص)** یقیناً اُس کے لیے ہمارے ہاں تقرب کا مقام اور بہتر انجام ہے۔ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ غلطیاں انسانوں سے ہوتی ہیں پیغمبروں سے ہوئی لیکن غلطیاں ہونے کے بعد انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا فوراً انھیں احساس ہوا اور پھر وہ اللہ کی طرف **قلب منیب** لے کر آئے **أَسْلِمُوا** بن گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند کو دیکھا سورج کو دیکھا ستاروں کو دیکھا اور پھر کہا کہ نہیں **أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (131- البقرہ)** "میں مالک کائنات کا مسلم(فرمانبردار) ہو گیا"تو اصل بات کیا ہے کہ ہمیں اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے گناہوں کا تم پر عذاب آجائے اور پھر تمہاری کوئی مدد بھی نہ ہو سکے کوئی تمہارے کام نہ آئے پھر فرمایا

آیت نمبر 55- وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ
ترجمہ۔ اور پیروی اختیار کر لو اپنے رب کی بھیجی ہوئی کتاب کے بہترین پہلو کی، قبل اِس کے کہ تم پر اچانک عذاب آئے اور تم کو خبر بھی نہ ہو

وَاتَّبِعُوا اور اتباع کرو اور آپ کو پتہ ہے کہ یہاں پر عمل کرنے کی بات ہو رہی ہے اطاعت نہیں کہا جا رہا کیونکہ اطاعت تو چاہتے نہ چاہتے انسان کرتا ہے لیکن اتباع دل کی خوشی کے ساتھ اس میں دل زبان جوارح جسم کے پورے اعضاء شامل ہیں **وَاتَّبِعُوا** اور اللہ کے مطیع بن جاؤ **أَحْسَنَ** کا مطلب کیا ہے بہترین اچھی یہ اسم تفضیل ہے اللہ کی اطاعت کرو اور جب اللہ کی اطاعت کرنے لگو تو کیسے کرنا **أَحْسَنَ** بہت اچھی کس چیز کی اطاعت کرنا ؟ **مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ** جو نازل کی گئی تمہاری طرف **مِنْ رَبِّكُمْ** تمہارے رب کی طرف سے تو اللہ کی طرف سے کیا نازل کی گئی کتاب تو بہت اچھی کتاب اللہ نے تم پر نازل کی ہے تمہارا رب ہے تم اس کا اتباع کرو **مِنْ قَبْلِ** اس سے پہلے کہ **أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ** اور ابھی آپ نے سدیس صاحب کی تلاوت سنی اور ان آیتوں پر بھی وہ زار و وقطار رو رہے تھے کہ اچانک اللہ کا عذاب آجائے **وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ** تمہیں شعور بھی نہ ہو، تمہیں احساس بھی نہ ہو، تمہیں پتہ بھی نہ چلے، تمہیں اطلاع بھی نہ ہو عذاب آنے سے پہلے توبہ کرلو عمل صالح کرلو کیونکہ جب اللہ کا عذاب آئے گا تو اس کا تمہیں علم اور شعور بھی نہیں ہوگا اور یہ عذاب دنیا میں آئے گا اور آخرت میں بھی آ سکتا ہے تو یہاں پہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ اے لوگوں اللہ کی طرف لوٹ آؤ ایسا نہ ہو کہ تم لوٹنے میں اتنی تاخیر کر دو کہ تم معافی مانگنا چاہو اور پھر تمہاری معافی نہ ہو سکے تو اصل بات کیا ہے اللہ تعالیٰ بندوں کو کہتے ہیں کہ اے میرے بندوں تم میری اطاعت کی طرف لوٹ آؤ تم میری

رحمت کی طرف لوٹ آؤ میں تمہیں معاف کرنا چاہتا ہوں تم گناہ چھوڑ دو اور قرآن مجید کے جو بہترین پہلو ہیں ان کی تم اطاعت کرو تو کتاب اللہ کے بہترین پہلو کی پیروی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اللہ نے جو کتاب نازل کی ہے اس پر **أَحْسَنَ** انداز میں عمل کرنا؟ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان سے رک جائے جن کو کرنے کا حکم دیا ہے اس کو ہم کریں۔ ٹھیک ہے یہ کیونکہ اللہ تعالی ہم سے یہی چاہتے ہیں کہ ہم اللہ کی بندگی کریں۔ اس سلسلے میں علماء کی ایک اور رائے پتہ چلتی ہے اور وہ یہ ہے جیسے اللہ تعالی نے قرآن میں کچھ آیات محکمات رکھی ہیں کچھ آیات متشابہات رکھی ہیں تو محکمات پر عمل کریں اور متشابہات کے پیچھے نہ لگیں۔ پھر اس کے ایک اور معنی کیا ہیں کہ اپنے نظریات سے اور اپنی خواہشات سے قرآن کی تفسیر نہ کریں یہ چیز بھی غلط ہے اور اس کے معنی کیا ہیں کہ **اتباع أَحْسَنَ** سے کیا مراد ہے؟ قرآن مجید سارے کا سارا احسن الحدیث ہے۔ بہترین کتاب ہے تو اس میں جو قصے کہانیاں ہیں پچھلی قوموں کے واقعات ہیں تو ان سے ہم عبرت حاصل کریں یہ ہے وہ بات جو اللہ تعالی مجھے اور آپ کو بتانا چاہتے ہیں سمجھانا چاہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی مجھ سے اور آپ سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں تمام مسلمانوں سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں تو یہاں پہ عبادت اور عبادت میں شرک نہ ہو اور عبادت میں اخلاص ہو ان ساری چیزوں کی طرف اللہ رب العزت متوجہ کرتے ہیں پھر فرمایا

آیت نمبر 56۔ أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ
ترجمہ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے "افسوس میری اُس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا، بلکہ میں تو الٹا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا"

اب یہاں پہ یہ آیت نمبر 56-57-58 تین آیتیں ہیں اور ان تین آیتوں میں اللہ تعالی نے انسان کی تین قسم کی تمناؤں کا ذکر کیا ہے اور ان تمناؤں کا اللہ نے ذکر کیوں کیا ہے؟ جب قیامت آئے گی جب حشر کا میدان ہوگا جب انسان پل صراط سے گزرے گا جب نامۂ اعمال تولے جائیں گے تو اس وقت انسان ان کیفیات میں سے گزرے گا تو اللہ تعالی دنیا ہی میں ان کیفیات کو میرے اور آپ کے سامنے رکھتے ہیں کیا کہتے ہیں **أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ** پھر ایسا نہ ہو **أَنْ تَقُولَ** کہ تم کہنے لگو اور آپ دیکھ لیں کہ یہاں پر **أَنْ** (یہ کہ) آیا ہے تو(**أَنْ** کبھی کبھی **اَنَّ** کے معنی بھی دیتا ہے)۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کا دن ہو **أَنْ تَقُولَ** کہ تم کہنے لگو **نَفْسٌ** کوئی بھی نفس، کوئی بھی انسان یہ کہنے لگے **يَا حَسْرَتَىٰ** ہائے افسوس یہ **حَسْرَت** اصل میں مصدر ہے اور **"ت"** کے ساتھ **"ی"** بھی نظر آرہی ہے اس کو **"یائے ندا"** بھی کہتے ہیں اور بہرحال آپ یوں یاد رکھیں کہ **حَسْرَتَىٰ** اصل میں **حَسْرَتِي** تھا اور **"ی"** الف سے بدل گئی ہے ایسا کیوں ہوا کلام کی خوبصورتی کے لئے۔ حسرت انسان کر رہا ہے اور عربی میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں مثلاً اسی انداز پر **يَاوَيْلَتَى** کسی کی وفات کے وقت کہ حسرت کے فلاں چلا گیا تو اسی طرح **يَاوَيْلَتَى** یہ بھی **يَاوَيْلَتِي** تھا تو یہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان اور **نَفْسٌ** نکرہ آیا ہے کوئی بھی انسان ایسے کہے گا **يَاحَسْرَتَىٰ** ہائے افسوس ہائے حسرت اور حسرت اور افسوس کس چیز پر؟ **عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ** جو میں نے قصور کیا افراط و تفریط کرنا اور یہ ذوی الاضداد میں سے ہے **فَرَّطْتُ** زیادتی کرنا ،کمی کرنا تو معنی کیا ہیں کہ میں نے کوتاہی کی **فِي جَنْبِ اللَّهِ** اللہ کے حق میں تو **جَنْب** کے معنی کیا ہیں اللہ کا حق (ویسے تو کروٹ کو بھی کہتے ہیں) یا پھر اللہ کی اطاعت۔ کہ اللہ کے حقوق میں اللہ کی اطاعت میں میں نے کمی کی اور اللہ کا ہی حکم ہے بندوں کے حقوق بھی ادا کیے جائیں تو اس وقت انسان روئے گا حسرت کرے گا اپنے بال نوچے گا پریشان ہوگا کہ میں نے اللہ کی اطاعت میں کمی کی **وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ** اور

پھر اس کے ساتھ وہ کیا کہے گا **وَإِنْ** اور **اِنْ** یہاں پہ **اِنَّ** کے معنی میں ہے۔ **اِنْ** اگر کے معنی بھی دیتا ہے اور یہ تحقیق کے معنی بھی دیتا ہے اور یہاں پہ تحقیق کے معنی میں ہے **وَإِن** اور بے شک **کُنْتُ** میں تھا **لَمِنَ** میں سے **السَّاخِرِينَ** یہ **سَاخر** کی جمع ہے اور یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے ہنسی کرنے والے ٹھٹھا کرنے والے اور وہ اس دن یہ کہے گا ارے میں تو افسوس مذاق اڑانے والوں ہی میں رہا اللہ کا مذاق قرآن کا پیغمبر کا اور اس دن وہ افسوس کرے گا کہ میں مذاق اڑاتا رہا پھر کیا کہے گا اب یہ اس کی دوسری تمنا کا ذکر کیا جا رہا ہے اور دوسری تمنا کیا ہے؟

آیت نمبر 57. أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ
ترجمہ۔ یا کہے "کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا"

أَوْ تَقُولَ یا وہ کہے گااور آپ یہ بات بھی یاد رکھیے گا کہ **أَوْ** آیا ہے اور یہ کبھی تو یا کے معنی دیتا ہے کبھی **اِنْ** کے معنی دیتا ہے کبھی **اِنَّ** کے بھی دیتا ہے تو یہاں پہ کیا ہے؟ **أَوْ تَقُولَ** یا کہ تم یہ کہنے لگو **لَوْ أَنَّ اللَّهَ** یہ کہ اللہ **هَدَانِي** مجھے ہدایت دیتا **لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ** تو میں بھی تقویٰ اختیار کرنے والوں میں شامل ہو جاتا یہ انسان کی دوسری تمنا ہوگی کہ جب عذاب کو دیکھے گا تو اس وقت یہ کہے گا کہ اصل میں اللہ نے مجھے ہدایت ہی نہیں دی اگر اللہ ہدایت دیتا تو پھر میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا تو انسان دوسری یہ تمنا کرے گا کہ **لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ** کہ میں متقی لوگوں میں، اللہ سے ڈرنے والوں میں شامل ہو جاتا یا پھر اس کی تیسری ایک تمنا ہوگی

آیت نمبر 58۔ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ
ترجمہ۔ یا عذاب دیکھ کر کہے "کاش مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں"

أَوْ تَقُولَ یا وہ کہے گا **حِينَ تَرَى الْعَذَابَ** جب وہ دیکھے گا عذاب **تَرَى** جو ہے **نَفْسٌ** کے لئے آیا ہے(پیچھے آپ پڑھ چکی) کہ جب انسان عذاب کو دیکھے گا تو اس وقت کہے گا کہ **لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً** اور **لَوْ** شرطیہ بھی ہوتا ہے مصدر بھی ہوتا ہے اور یہاں پر شرطیہ ہے "کاش" کے معنی میں ہے **لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً** اگر ہوتا میرے لیے ایک بار **(ک ر ر)** اس کے معنی ہوتے ہیں ایک بار اسی سے **حَيدَرِ کَرّار** بھی ہے بار بار پلٹ کر حملہ کرنے والا یہاں پر ہے **لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً** کاش کہ ہوتا میرے لیے ایک بار **فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ** تو میں بھی نیکوکار لوگوں میں شامل ہو جاتا **مُحْسِن** کی جمع ہے **مُحْسِنِينَ** اور کب وہ یہ بات کہے گا جب وہ عذاب کو دیکھے گا اس وقت تمنا کرے گا کہ کاش مجھے ایک مہلت مل جائے تو میں اللہ کی طرف رجوع کروں اور اللہ کے اطاعت گزار بندوں میں شامل ہو جاؤں اور **مُحْسِنِينَ** کون ہوتے ہیں ؟ **أَنْ تَعْبُدَ اللہ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ** گویا کہ تُو اللہ کی عبادت اس طرح کرے جیسے کہ تُو اللہ کو دیکھتا ہے پس اگر تُو نہیں دیکھتا اس کو (یعنی ایسے عبادت نہیں کر سکتا کہ گویا کہ تُو اس کو دیکھ رہا ہے) تو گویا کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ احسان کے درجے کی نیکی۔ پہلے آیا **سَّاخِرِينَ** پھر **مُتَّقِينَ** پھر **مُحْسِنِينَ** اتنی اس کے اندر ندامت ہو گی اور فرشتے اسکو جواب دیں گے

آیت نمبر 59۔ بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ

ترجمہ۔ (اور اُس وقت اسے یہ جواب ملے کہ) "کیوں نہیں، میری آیات تیرے پاس آ چکی تھیں، پھر تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا"

بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي ہاں ہاں بےشک تیرے پاس آئیں تھیں میری آیات **فَكَذَّبْتَ بِهَا** جھنیں تو نے جھٹلا دیا یعنی ایمان لانا چاہیے تھا لیکن تم نے جھٹلا دیا **وَاسْتَكْبَرْتَ** اور تم نے کبر کیا شیطان نے بھی یہی کیا تھا اور کبر کیا ہے؟ الكِبْرُ **بَطَرُ الحَقِّ، وغَمْطُ النَّاسِ** "حق کو جھٹلانا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا"۔ تم نے کیا کیا ؟ تم نے حق کو جھٹلایا اور دوسروں کو حقیر سمجھا **وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ** اور تو تو تھا ہی کافروں میں سے تو اب کیا ہے کہ اس کے سامنے یہ بات رکھی جائے گی کفار کو کہا جائے گا کہ اب تم یہ کہتے ہو کہ مجھے ہدایت ملتی تو متقی بن جاتا لیکن اصل بات کیا ہے کہ اللہ نے تو ہدایت دی تھی کتابیں بھی، پیغمبروں کو بھیجا لیکن یہ کہ اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ کسی کو نیکی کرنے پر مجبور کرے دنیا ایک امتحان گاہ ہے یہ دارالجزا ء اور سزا نہیں ہے یہ تو تمہارا امتحان تھا اب تم نے خود ہی گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو تم خود اس کے ذمہ دار ہو **وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ** تم تو کافروں میں سے ہو گئے اور پھر کیا بات ہمیں پتہ چلتی ہے کہ اُس دن انسان افسردہ ہوگا پریشان ہوگا لیکن اس کی ایک ایک بات پر اللہ کی طرف سے اسے جھٹلایا جائے گا اور پھر کہا جائے گا

آیت نمبر 60۔ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ
ترجمہ۔ آج جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہوں گے کیا جہنم میں متکبروں کے لیے کافی جگہ نہیں ہے؟

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ اور قیامت کے دن **تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا** تو دیکھے گا ان لوگوں کو جنہوں نے جھوٹ باندھا۔ کس پر جھوٹ باندھا ؟ **عَلَى اللَّهِ** اللہ پر اور آپ نے 24 جز کے آغاز میں کیا پڑھا تھا **فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ (42۔ الزمر)** "پھر اُس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور جب سچائی اس کے سامنے آئی تو اُسے جھٹلا دیا کیا ایسے کافروں کے لیے جہنم میں کوئی ٹھکانا نہیں ہے؟ "دوبارہ وہی بات آرہی ہے کہ وہ لوگ جو قرآن کو جھٹلاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کی بیٹیاں ہیں یا شرک کرتے ہیں تو قیامت کے دن آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تو ان لوگوں کا حال کیا ہوگا؟ **وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ۔** **وَجْهٌ** کی جمع ہے **وُجُوه** چہروں کے لئے استعمال ہوتا ہے چہرے ہوں گے ان کے **مُسْوَدَّةٌ** سیاہ اس کا مادہ ہے **(س و د)** سے یہ اسم فاعل ہے۔ **مُسْوَدَّة** اصل میں یہ **اِسْوِدَادٌ** تھا **بابِ اِفْعِلَال** سے یہ اسم فاعل بنا اور **مُسْوَدَّة** کے پھر معنی کیا ہیں؟ سیاہ کالا گویا کہ ان کے چہرے کالے سیاہ ہوں گے کیوں کالے سیاہ ہوں گے؟ عذاب کی ہولناکیوں کی وجہ سے اور اللہ کے غضب کے مشاہدے کی وجہ سے سختیاں تنگیاں مصیبتیں بدحالیاں دنیا میں بھی انسان کی رنگت کو بدل کے رکھ دیتی ہیں تو وہاں پہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ **أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ** کیا نہیں ہے جہنم میں **مَثْوًى** ٹھکانہ **لِلْمُتَكَبِّرِينَ** کافروں کے لئے تو آپ دیکھ لیجئے کہ اب یہاں پر اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے **مُتَكَبِّرِينَ** کون تھے؟ **الكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ، وغَمْطُ النَّاسِ** "حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنا" تو اللہ کی اطاعت سے جب انہوں نے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اب ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

آیت نمبر 61۔ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے یہاں تقویٰ کیا ہے ان کے اسباب کامیابی کی وجہ سے اللہ ان کو نجات دے گا، ان کو نہ کوئی گزند پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا اور ساتھ ہی اللہ رب العزت یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیا کریں گے **وَيُنَجِّي اللَّهُ** اور نجات دے گا اللہ **يُنَجِّي** کا مادہ کیا ہے؟ **(ن ج و)** اللہ تعالیٰ ان کو سکون دے دے گا، ان کو بچا لے گا، نجات دے دے گا۔ کس سے نجات دے گا؟ دنیا میں انہوں نے بڑے غم برداشت کیے اب آخرت کے غموں سے آخرت کی، ہولناکیوں سے قیامت کے عذاب سے **وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا** تو اللہ کے بچانے کی شرط کیا ہے؟ **تقویٰ** ساری مصیبتوں کا علاج ساری پریشانیوں کی قلید اور جنت میں جانے کی چابی کیا ہے ؟ تقویٰ ہے **اتَّقَوْا** جو ڈرے اللہ سے جو گناہوں سے بچے **بِمَفَازَتِهِمْ** تو اللہ ان کو بچا لے گا ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے **بِمَفَازَتِهِمْ** بسبب انکی کامیابی کے یہ جو **مَفَاز** ہے **فوز** سے ہے یہ مصدر میمی ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے دو معنی ہیں ویسے تو فلاح کے ہیں لیکن اگر اس کو اسم ظرف سمجھا جائے کیونکہ مصدر میمی ہے اور تو کامیابی کی جگہ۔ **مَفَازَت** کے معنی کیا ہیں؟ کامیاب ہیں اور کامیابی کی جگہ کے ساتھ اللہ ان کو بچا لے گا اور اگر **مفاز** کو آپ مصدر کے معنی میں لیں تو فلاح اور خوش نصیبی تو کیا معنی ہوئے کہ کیا کافی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ایک طرف جو متکبر ہیں جہنم ان کا ٹھکانہ بن جائے دوسری طرف متقی جو ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بچا لے کیسے ؟ **بِمَفَازَتِهِمْ** ان کی خوش نصیبی اور فلاح کی وجہ سے تو مصدر کی وجہ سے معنی کیا ہیں ان کی خوش نصیبی اور فلاح کی وجہ سے اور اگر کہیں کہ یہ اسم ظرف ہے تو پھر معنی کیا ہیں کامیابی کے مقام کی وجہ سے اب اللہ نے ان کو بچا لیا کیونکہ انہوں نے دنیا میں نیکیاں کیں دونوں صورتوں میں بات ایک ہی ہے کہ انہوں نے نیکیاں اختیار کیں اور کامیابی کی مزید تفصیل کیا ہے؟ **لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ** نہیں چھوئے گی ان کو کوئی برائی ، نہیں پہنچے گی ان کو کوئی سختی **السُّوءُ** کا لفظ ہر طرح کی مصیبت سختی برائی کے لئے آتا ہے چھوئے گی بھی نہیں **وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے نہ ہی وہ غمگین ہوں گے کیونکہ انسان کو غم کس چیز کا ہوتا ہے؟ ماضی کا ہوتا ہے۔ اب دنیا میں وہ گھر چھوڑ آئے ہیں کیا دولت چھوڑ آئے ہیں دنیا میں جو کچھ بھی چھوڑا ہے انہیں کسی چیز کا غم نہیں ہوگا اور آئندہ کوئی ان کو خوف نہیں ہوگا کیونکہ وہ اللہ کے پاس ہیں

آیت نمبر 62۔ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ
ترجمہ۔ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے

یہ جو آیات ہیں یہ خلاصہ بحث ہیں اللہ نے ساری بحث کا خلاصہ سامنے رکھ دیا کہ اللہ یہ چیز کا خالق ہے۔ دنیا اس نے پیدا کی اور جو خالق ہے **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ** پھر وہ ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے مالک بھی وہی ہے تدبیر، تصرف کرنے والا بھی وہی ہے اب آپ دیکھیں کہ خالق ہے تو پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ کیا ہے **وَكِيلٌ** محافظت کے معنی میں ہے مدبر ہے حفاظت کر رہا ہے اور اس کو حفاظت اور تدبیر کرنے کے لئے ،کائنات کے نظام کو چلانے کے لئے کسی مشاورت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اکیلا تنہا اس کائنات کی حفاظت کر سکتا ہے **وَكِيلٌ** یعنی کائنات کے اندر تصرف لانے والا، انقلاب لانے والا، حفاظت کرنے والا وہی ہے اور مزید اس کی تفصیل کیسے پتہ چلتی ہے

آیت نمبر 63۔ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

ترجمہ۔ زمین اور آسمانوں کے خزانوں کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں اور جو لوگ اللہ کی آیات سے کفر کرتے ہیں وہی گھاٹے میں رہنے والے ہیں

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اسی کے لئے ہیں چابیاں آسمانوں کی اور زمین کی اور آپ کو پتہ ہی ہے سماء کی جمع **السَّمَاوَاتِ** ہے۔ الارض کیا ہے؟ اسم جنس ہے تو **مَقَالِيدُ** جمع ہے **مِقْلِدٌ** کی یا **مِقْلَادٌ** کی اس کا واحد ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ قفل کی کنجی کے لئے یہ بولا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اصل میں فارسی میں چابی کو **قلید** کہتے ہیں تو اسی سے تبدیلی کر کے **اِقْلِيدٌ** بن گیا اور اس کی جمع یہاں پر **مَقَالِيد** لائی گئی ہے تو کنجیاں اگر آپ کے ہاتھ میں ہوں تو کیا معنی ہیں؟ کہ آپ مالک ہیں اپنے گھر کی۔ اس عمارت (جہاں آپ کی کلاس ہوتی ہے) کی چابی ایک دو لوگوں کے پاس ہے تو اس کا مطلب کیا ہے کہ ان کو بھی کچھ تصرفات دیئے گئے ہیں کچھ مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں۔ تو کنجیاں کسی کے پاس ہونا اس کی ملکیت کو ظاہر کرتا ہے تو آیت کا مطلب یہ ہے کہ آسمان اور زمین میں جتنے خزانے ہیں نعمتیں پوشیدہ ہیں ،مستور ہیں ان سب کی چابیاں اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ ہی ان کا محافظ ہے اور اللہ ہی ان کا استعمال کرنے والا ہے اور اللہ جیسے چاہے اس کائنات کے خزانوں کا تصرفات کرے جس پر چاہے بارش کرے جس پر چاہے نہ کرے جس کو چاہے روزی دے جس کو چاہے نہ دے جس کو چاہے اولاد دے جس کو چاہے نہ دے کسی کو امیر بنائے کسی کو غریب بنائے کسی کو خوبصورت بنائے جس کو چاہے بد صورت بنائے جو چاہے جیسے چاہے جس طرح سے چاہے تو پوری کائنات کے خزانوں کا تصرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی **وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ** رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیات سے **أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ** تو یہی وہ لوگ ہیں جو خسارے والے ہیں خاسر کی جمع ہے **خَاسِرُونَ** بہت نقصان اٹھانے والے تو معنی کیا ہیں کہ ان کے کفر کے نتیجے میں یہ بہت خسارہ پائیں گے اور خسارہ کیا ہے؟ افسوس کہ یہ لوگ جہنم میں چلے جائیں گے اور جہنم میں جانا بڑے ہی افسوس اور پریشانی کی بات ہے تو یہ تھیں آیات۔ آئیے ہم سب اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور اپنا محاسبہ کریں اللہ تعالی سے توبہ استغفار کریں اور اپنے زندگی میں جو بھی غلطیاں یا گناہ ہوئے ہیں ان پر رویا کریں اور افسوس کیا کریں شرمندہ ہوا کریں اور اپنے دلوں میں ندامت کے طوفان کھڑا کیا کریں اور پھر سوچا کریں کہ مجھ سے یہ غلطی کیوں ہوئی میں نے یہ جملہ کیوں کہہ دیا۔ کیونکہ غصے میں یا انتقام میں یا ڈپریشن میں یا کسی کے رویے سے بددل ہو کر ہم غلطیاں کر جاتے ہیں یا فلاں نیکی کا کام تھا مجھ سے کیوں نہ ہو سکا فلاں نے کیوں کر لیا یا فلاں وقت کی نماز مجھ سے کیسے رہ گئی باقی میرے بہن بھائیوں نے حج کر لیا پھر میں نے کیوں نہیں ابھی تک حج کیا اور بھی زندگی میں بہت سے ایسے فرائض ہیں جس میں میں اور آپ ابھی بہت پیچھے ہیں تو یہ ہے سورة الزمر جو ہمیں اپنی زندگی میں اخلاص پیدا کرنے کے لئے، اللہ کی طرف رجوع کرنے کا سبق دیتی ہے۔ شہد کی مکھی جو اپنے مقصد کا ہدف کرتی ہے کبھی بھی اپنے مقصد زندگی کو نہیں بھولتی وقت کا بہترین استعمال کرتی ہے۔ آپ پیچھے سورة النحل میں اس کے بارے میں تفصیل پڑھ چکی تو آئیے یہ جو پیغمبرانہ صفات ہیں **وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ** استغفار کرنا اللہ کی طرف رجوع کرنا اپنی غلطیوں کا ادراک کرنا تو آئیے ہم سب اللہ کی طرف رجوع کریں بہترین مسلمان بنیں اب تک کی زندگی کا جتنا وقت بھی گزر گیا سو گزر گیا اور میں نے اور آپ نے اب تک کی زندگی میں کیا کیا؟ آپ ایک عمل کا اصول لے لیں میں پچھلے دنوں سے یہ سوچ رہی تھی کہ میں اور آپ کچھ ایسا کر جائیں جس سے پوری دنیا کو فائدہ پہنچے سورج پوری دنیا کے لئے چمکتا ہے کوئی ایسے کام کر جائیں پوری دنیا کو فائدہ پہنچے صرف اپنے گھر کے لئے نہیں چمکیں اپنی ذات کے لئے نہیں اپنی اولاد کے لئے نہیں

بلکہ پوری دنیا کو اس سے فائدہ پہنچنا چاہئے کوئی نیکی کا خیر کا فلاح کا سعادت کا **شہادت علی الناس** نیکی کا حکم دینا بدی سے منع کرنا کوئی میں اور آپ ایسا کام کر جائیں میری اور آپ کی اولاد متقیوں کی امام بن جائیں ایک فیملی تھی نیورک میں میرے بہت اچھے ان سے تعلقات تھے والدہ بھی طالبعلم تھیں اور ان کی بیٹیاں بھی میری شاگرد تھیں بہت اچھا ان کے ساتھ میرا وقت گزرا باپ بہت نیک اور متقی تھا اور فوت ہو چکے ہیں۔ ایسے ہی میری ان کی بیٹی سے بات ہو رہی تھی تو اس نے مجھے ایک email بھیجی اور والد کے فوت ہونے کے بعد website بنائی ہے بچوں نے اور والد کے بارے میں بہت سے چیزیں جمع کی ہیں اور بیٹے کو انہوں نے حافظ بھی بنایا پھر اس کے بعد بیٹیوں کو بہت اچھی تربیت دی بیوی کو گاڑی بھی چلانا سکھایا دور رہتی تھیں اور بڑا دین کا کام کرتی تھیں بہت اچھی ما شاء اللہ فیملی ہے تو میں رات کو لیکچر کی تیاری کر رہی تھی تو ایسے ہی کلک کیا تو اس کو دیکھنے لگی بہت زیادہ وقت تو نہیں تھا تو اس میں ایک یہ چیز بھی ڈالی ہوئی تھی سفا county ہے میرا خیال new york میں Long Island میں وہاں کے میئر نے بھی ان کو کوئی تغمہ دیا ہے سماجی کام کی وجہ سے۔ ان کی بچیاں بھی بڑی مصروف تھیں۔ (لیکن میں اس بات پہ سوچ رہی تھی جو جس مسجد کا ہوتا ہے اس مسجد کا ہی ہو کے رہ جاتا ہے اور اکثر ان لوگوں کا گھر علیحدہ کر کے ہوتا ہے پھر وہ بس اپنے آپ میں رہتے ہیں۔لیکن اصل بات معاشرے کو دعوت دینا ہے)۔ یہ کئی سال کافروں کے گھر میں رہے غیر مسلموں کو انہوں نے بہت دعوت دی اور ان کے ساتھ بہت کام کیا ہے۔ عام سا بولتے تھے شاعری پسند تھی تو علامہ اقبال کی نظمیں ریکارڈ کر کے خود ہی کیسٹ بنا کر لوگوں میں بانٹتے تھے اور ان کو کینسر ہوا پھر فوت ہو گئے آخری دفعہ ہم نے جب عیادت کی تو میں اور میرے شوہر ان کے گھر گئے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کے ساتھ یوں ملا کے وصیت کر رہے تھے کہ میرے بچوں کو اور میری بیوی کو پکڑ کر رکھنا ہے نیکی کے راستے میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑنا ان کا خیال رکھنا ہے اور ماشاءاللہ یہ بہت امیر فیملی ہے یوں کوئی مسلۂ نہیں ہے لیکن دین کے لحاظ سے ان کو اتنی فکر تھی جاتے جاتے بھی اپنی اولاد کی اور بیوی کی فکر تھی تو بہت کچھ ان کے بچوں نے اوپر ڈالا ہوا ہے تو میں سوچ رہی تھی کہ کیا کچھ کر گئے۔ بعض اوقات گمنام شخصیت ہوتی ہے بہت کچھ کر جاتی ہے لیکن مجھے یہ لگتا ہے کہ ہم سب کو بھی اس بات پر سوچنا چاہئے کہ اب میں اور آپ کچھ ایسا کر جائیں اسی طرح میری ایک اور طالبعلم ہے ان کے میاں کی اچانک وفات ہوئی ہے کسی نے گولی ماری تو ٹانگوں سے معذور ہو گئے تھے۔ ابھی حال ہی میں ان کی وفات ہوئی ہے وہ بتا رہی تھیں کہ پاکستان میں انہوں نے ایک جگہ لے کر پورا مدرسہ بنایا بیوی کو بھی خبر نہیں انھیں اب پتہ چلا ہے انہوں نے چھپ کے وہ نیکی کی تھی کہ گاؤں میں جلدی جلدی مدرسہ بنے اور میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ ایسے لوگ چھپ کے نیکیاں کرتے ہیں کہ شوہر نے کی ہے بیوی کو بھی خبر نہیں اور وہ فوت ہو گیا تو پیچھے بیوی کو یہ بات پتہ چلی کہ فلاں یہ کہہ رہا تھا فلاں یہ کہہ رہا تھا۔ تو اصل بات کیا ہے کہ ہمیں بھی کچھ ایسا کرنا چاہئے جس سے انسانیت کو فائدہ پہنچے **وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا** کوئی اچھی بات نیکی کا حکم دینا بدی سے منع کرنا بھی ہو سکتا ہے تو ایسے لوگ جب مرتے ہیں آسمان بھی ان کی وفات پر روتا ہے زمین روتی ہے پرندے بھی روتے ہیں کائنات کا ذرہ ذرہ فرشتے ایسے لوگوں کے استقبال کا انتظار کرتے ہیں کہ کب ہم ان کی روح نکالنے کے لئے آئیں اور وہ لوگ جو بس دنیا کے لئے جیتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں زمین روتی ہے کب میرے پاس سے چلا جائے اور فرشتے بھی ان کی روح بڑی بری طرح قبض کرتے ہیں اللہ تعالی مجھے اور آپ کو عمل صالح کی توفیق عطا کریں نیک لوگوں میں شامل کریں اور بس اب جتنی زندگی رہ گئی ہے

ایسے رہا کرو کہ ' کریں لوگ آرزو ؎

ایسا چلن چلو کہ ' زمانہ مثال دے
آپس میں یہ لڑائیاں جھگڑے شکوے شکایتیں یہ کپڑا مجھے نہیں ملا وہ نہیں ملا آپس میں گھروں کے اندر دوستوں کے اندر ہم جماعتوں میں بچوں کے ساتھ بہن بھائیوں میں دیورانی جیٹھانی نند بھاوج بس اب ان چیزوں سے اوپر ہو کر سوچیں ان سے ہم اب بلند ہو جائیں کیونکہ اس میں میں نے اور آپ نے اپنی زندگی کا کثیر وقت ضائع کر دیا اب انسانیت کے لئے جیئں آخرت کے لئے جیئں جنت کے لئے جیئں رب کی رضا کے لئے جیئں جتنا انسان بلند ہوتا ہے اتنا ہی بلند ہو کر سوچتا ہے مادیت کو چھوڑ دیتا ہے پھر وہ ہلکا ہو جاتا ہے پھر وہ اونچا ہونے لگتا ہے پھر وہ **ملاءاعلیٰ** اور اللہ کے پاس جانے کا سفر بڑا ہلکا ہو کر طے کرتا ہے۔ بس ان حساب کتاب چھوڑ دیں اب مجھے اور آپ کو بھی ان سب چیزوں سے کہ اس نے مجھے کتنی دعوتوں میں بلایا اس نے مجھے کیا کہا بس اب چھوڑ دیں بہت وقت گزر گیا بہت تھوڑی سی زندگی ہے پتہ نہیں کتنی زندگی کی گھڑیاں میرے اور آپ کے پاس ہیں بہت تھوڑی ہیں بس کچھ کر جائیں میں اور اللہ مجھ سے اور آپ سے راضی ہو میرے اور آپ کے گناہ معاف کر دے **رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (23- الاعراف)** "اے رب، ہم نے اپنے اوپر ستم کیا، اب اگر تو نے ہم سے در گزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے"۔ **رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (8- آل عمران)** "پروردگار! تو یقیناً سب لوگوں کو ایک روز جمع کرنے والا ہے، جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں تو ہرگز اپنے وعدے سے ٹلنے والا نہیں ہے"۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ